پروفیسر ثناء اللہ

تصوّف کی تعریف

تصوف کے علم وعمل کو خاص لوگوں اور طبقوں سے وابستہ سمجھا جاتا ہے لیکن تصوف ایک ایسا فطری جذبہ ہے جو ہر قلب میں جاگزیں ہوتا ہے جیسا کہ انڈرہل کہتا ہے۔

"حقیقی تصوف کی بنیاد انسان کی شخصیت میں جاگزیں ہے اس لئے اساسی طور پر وہ ایک ایسی حقیقت ہے جو صرف قلب انسانی سے تعلق رکھتی ہے" [1]

چونکہ فاضل مصنف کے نزدیک حقیقی تصوف کا تعلق انسان کے فطری جذبات سے ہوتا ہے اس لئے کسی بھی فطری جذبے کو کسی خاص شخص یا طبقے سے کیونکر وابستہ اور مخصوص کیا جاسکتا ہے۔ ہر انسان کے قلب میں نیکی کا داعیہ ہوتا ہے۔ وہ بدی سے نفرت کرتا ہے۔ محاسن بہرحال اسے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ غور وفکر میں ہوں، عمل میں ہوں، انسان کی سیرت میں ہوں، قدرتی مناظر میں ہوں، [illegible] میں ہوں، گورے میں ہوں خواہ کسی شکل میں اور کسی بھی جگہ ہوں۔ اسی طرح رذائل اور قبائح دنیا کے ہر شخص کے لئے ناپسندیدہ ہوتے ہیں وہ خواہ کہیں اور کسی حال میں ہوں، کسی خاص ماحول میں اور کسی خاص تعلیم وتربیت کے نتیجے میں کسی حسن وقبح کے بارے میں نظریہ تو مختلف ہوسکتا ہے لیکن اصولاً ہر شخص کے لئے ہر حالت میں حسن پسندیدہ اور قبح ناپسندیدہ عمل ہوگا چونکہ تصوف کا ایک بہت بڑا موضوع اور مقصد حسن وحقیقت کی تلاش واختیار ہے اور معائب و رذائل اور قبائح سے گریز واحتراز ہے اس لئے تصوف بھی انسان کا فطری جذبہ ہوا۔ اب ہم فطرت انسانی کے اس جذبے کو کس نام سے پکاریں۔ اس کا نام تصوف رکھیں یا اس کا عنوان کسی فلسفہ یا مذہب کو قرار دیں۔ حقیقت ایک ہی رہے گی۔ اختلاف اسماء کا ہوگا مسمی ایک رہے گا۔ اس انداز فکر سے کہ تصوف ایک فطری جذبہ ہے اور ہر قلب انسانی کو اللہ تعالیٰ نے ودیعت کیا ہے۔

تصوف کی اہمیت صرف ایک فلسفہ تعلیم و تربیت ہی کے لحاظ سے نہیں بلکہ زندگی کی قابل تردید اور ناقابل اعراض حقیقت کی حیثیت سے بہت بڑھ جاتی ہے۔

تصوف انسانی ذوق و وجدان کے ایک ایسے عالم اور قلب انسانی کی ایسی کیفیات اور تجربات ذہنی کا نام ہے جس کی آج تک کوئی جامع اور متفق علیہ تعریف نہیں ہوسکی پروفیسر نکلسن لکھتے ہیں۔

"اگرچہ عربی اور فارسی کی کتابوں میں اس کی بے شمار تعریفیں کی گئی ہیں اور وہ تاریخی لحاظ سے کافی دلچسپ بھی ہیں لیکن ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تصوف ناقابل تعریف ہے"۔ ۲ے

اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی کہ چونکہ ہر شخص کا ذوق و وجدان جداگانہ ہے اور قلبی کیفیات اور تجربات مختلف ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی ایک پیمانہ مفید ثابت نہیں ہوسکتا اس لئے تمام اہل علم اور اصحاب فکر ونظر کا کسی ایک تعریف پر متفق ہونا محال ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے افکار کا مطالعہ بھی ہمارے سامنے غور وفکر کے کئی پہلو لاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"زندگی کے تمام اساسی حقائق کی طرح اس کی تعریف و تحدید بھی نہایت مشکل ہے فقط اسلامی تصوف میں سینکڑوں مختلف تعریفیں اس کی ملتی ہیں اور بعض تعریفیں اس قدر متخالف معلوم ہوتی ہیں کہ ان میں سے کسی قدر مشترک کو اخذ کرنا صرف دشوار نہیں، بلکہ ناممکن معلوم ہوتا ہے"۔ ۳ے

مولانا روم نے اس مشکلات اور اختلاف کی "اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل" کے عنوان سے بہت عمدہ مثال پیش کی ہے مولانا لکھتے ہیں۔

پیل اندر خانۂ تاریک بود عرضہ را آوردہ بودندش ہنود
از برائے دیدنش مردم بسی اندران ظلمت ہمی شد ہر کسی
دیدنش با چشم چون ممکن نبود اندر آن تاریکیش کف می بسود
آن یکی را کف بخرطوم او فتاد گف ہمچون ناؤدانستش نہاد
آن یکی را دست بر گوشش رسید آن براو چون باد بیزن شد پدید

آن یکی را کف چون بر پائش بسود | گفت شکل پیل دیدم چون عمود
آن یکی بر پشت او بنہاد دست | گفت خود این پیل چون تختی بدست
ہمچنین ہر یک بجزوی کو رسید | فہم آن میکرد ہر آن می تنید
از نظر گہ گفت شان شد مختلف | آن یکی دالش لقب داد آن الف
در کف ہر کس اگر شمعی بدی | اختلاف از گفت شان بیرون شدی

ترجمہ: ہاتھی ایک تاریک گھر میں تھا۔ اس کو ہندی لوگ دکھانے کے لائے تھے۔ اس کو دیکھنے کے لئے بہت سے آدمی گئے۔ ہر شخص اندھیرے میں گھسا چلا گیا چونکہ اندھیرے میں آنکھ سے تو دیکھا نہیں جا سکا تھا اس لئے ہاتھوں سے ٹٹولتے تھے۔ ایک شخص کا ہاتھ تو اس کی سونڈ پر پڑا۔ اس نے کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے پرنالہ۔ دوسرے کا ہاتھ کان پر پڑا۔ اس نے کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے پنکھا۔ کسی کا ہاتھ پاؤں پر پڑا اس نے کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسا ستون، کسی نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا اس نے کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسا تخت غرض یونہی ہر شخص اس کو ویسا ہی سمجھتا تھا جیسا وہ عضو جس پر اس کا ہاتھ پڑتا تھا اور ہر جگہ شیخی مارتا تھا کہ میں نے ہاتھی دیکھا ہے اور اختلاف موقع نظر کے سبب ان کی گفتگو مختلف تھی ایک اسے دال کہتا تھا دوسرا الف۔ لیکن اگر ہر شخص کے ہاتھ میں شمع ہوتی تو ان کی گفتگو سے اختلاف دور ہو جاتا۔

لیکن مختلف حضرات کا اپنے اپنے ذوق و وجدان کے ذریعے کسی حقیقت الحقائق کا ادراک کرنا اندھیرے میں ہاتھی کی پہچان سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ بہرحال یہ ایک تمثیل ہے۔ اور خواہ اس سے ہم حقیقت کا پورا ادراک نہ کر سکیں لیکن حقیقت سے قریب ضرور ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ہر شخص کا ذوق و وجدان مختلف ہوتا ہے اس لئے تصوف کے باب میں بھی وہ کسی ایک نتیجے پر متفق نہیں ہو سکے۔ البتہ ان اہل عمل و نظر اور ارباب فکر و بصیرت کے افکار و تجربات کے مطالعے سے ہم حقیقت تصوف سے قریب ضرور ہو جاتے ہیں۔ ان افکار میں تصوف کی روح سمٹ آئی ہے اور اس کے مفہوم سے ہمارا ذہن و دماغ آشنا سا ہو جاتا ہے۔

۱ حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (م ۱۱۷ھ) سے مروی ہے۔

"پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے جس کے جتنے پاکیزہ اخلاق ہوں گے اتنا ہی زیادہ وہ صوفی ہوگا"۔[۵]

۲۔ حضرت معروف کرخی (م ۲۰۰ھ) کا کہنا ہے،

"تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے مال و متاع سے یاس ہے۔ جو شخص صاحب فقر نہیں، صاحب تصوف نہیں"۔[۶]

۳۔ حسین بن منصور حلاج (م ۳۰۹ھ) کہتے ہیں۔

(الف) "صوفی وہ ہے جس نے ذات باری تعالیٰ کو پالیا"۔[۷]

(ب) "صوفی وہ ہے جو اللہ کی ذات میں محو ہو جائے"۔[۸]

۴۔ حضرت ذوالنون مصری (م ۲۴۵ھ) کا کہنا ہے۔

(الف) "صوفی وہ ہے کہ جب بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے اظہار میں ہو اور جب خاموش رہے تو اس کا معاملہ اور سلوک اس کے حال کو ظاہر کرے اور علائق سے کنارہ کشی اس کے حال پر ناطق ہو"۔[۹]

(ب) "صوفی وہ شخص ہے کہ نہ طلب اس کو تھکائے اور سلب اس کو جگہ سے ہلائے"[۱۰]

۵۔ حضرت ابو حفص حداد (م ۲۶۴ھ) کہتے ہیں۔

"تصوف سراسر ادب ہے، ہر وقت، ہر مقام اور ہر حال کے لئے متعین آداب و احکام ہیں۔ جس نے ان آداب کی پابندی کو ان کے اوقات میں لازم رکھا۔ وہ مردان خدا کے درجہ پر فائز ہوگیا اور جس نے ان آداب کی پابندی کو ملحوظ خاطر نہ رکھا اور اسے رائیگاں کر دیا وہ قریب حق کے خیال اور قبول حق کے گمان سے محروم رہ کر مردود بن گیا"۔[۱۱]

۶۔ حضرت سہیل بن عبداللہ (م ۲۸۳ھ) سے مروی ہے۔

(الف) "صوفی وہ ہے جس کا خون اور اس کی ملکیت مباح ہو"۔[۱۲]

(ب) "تصوف کم کھانے، خدا کے ذکر سے راحت حاصل کرنے اور مخلوق سے علیحدہ رہنے کا نام ہے"۔[۱۳]

۷۔ حضرت ابو سعید خراز (م ۲۸۶ھ) سے روایت ہے۔

"صوفی وہ ہے جو انوارالٰہی سے پر اور اللہ سے صاف رہے اذکار سے لذت حاصل کرے"۔[۱۴]

۸۔ حضرت ابوالحسن نوری (م ۲۹۵ھ) فرماتے ہیں۔

(الف) "نفس اور حرص وہوا کی غلامی سے آزادی پانے، باطل کے مقابلے میں جرأت اور مردانگی دکھانے، دنیاوی تعلقات کو ترک کر دینے اپنے مال کو دوسروں پر صرف کر دینے اور دنیا کو دوسروں کے لئے چھوڑ دینے کا نام تصوف ہے"۔[۱۵]

(ب) "صوفیاء وہ ہیں جن کی روحیں باصفا ہو کر حق تعالیٰ کے روبرو پہلی صف میں ہو جاتی ہیں"۔[۱۶]

(ج) "صوفی وہ ہیں جن کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور نہ خود کسی کے قبضہ میں ہوں"۔[۱۷]

(د) "تصوف تمام نفسانی لذات و حظوظ سے دستکشی کا نام ہے"۔[۱۸]

(ہ) "تصوف نہ رسم ہے، نہ علم۔ اگر رسم ہوتا تو مجاہدے سے اور علم ہوتا تو تعلیم سے حاصل ہوتا"۔[۱۹]

(و) "اللہ کی عادت سے عادت اختیار کرو یہی تصوف ہے"۔[۲۰]

(ز) "دنیا کی دشمنی اور اللہ کی دوستی کا نام تصوف ہے"۔[۲۱]

۹۔ حضرت جنید بغدادی (م ۲۹۷ھ) سے روایت ہے۔

(الف) "تصوف یہ ہے کہ نفس کو کوشش و ریاضت سے اخلاق رذیلہ سے پھیرے اور اخلاق جمیلہ مانند زہد و علم و صبر، اخلاص و صدق وغیرہ فضائل حسنہ پر آمادہ کرے۔ جس سے دنیا میں مدح اور آخرت میں ثواب حاصل ہوتا ہے"۔[۲۲]

(ب) "ہر برے اخلاق سے نکلنا اور نیک خلق میں داخل ہونا تصوف ہے"۔[۲۳]

(ج) "تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہے بدوں کوئی علاقہ نہ ہو"۔[۲۴]

(د) "تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے۔ سخاوت، رضا، صبر، اشارہ، غربت، گدڑی، سیاحت اور فقر، سخاوت حضرت ابراہیم کی، رضا حضرت اسحاق کی، صبر

حضرت ایوب کا، اشارہ حضرت زکریا کا، غربت حضرت یحییٰ کی، لباس صوف حضرت موسیٰ کا، سیاحت حضرت عیسیٰ کی اور فقر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا"۔[۲۵]

(ہ) "تصوف یہ ہے کہ حق تجھے تجھ سے مارے اور اس سے آپ تجھے جلائے"۔[۲۶]

(و) "تصوف ایسی خوبی ہے جس میں بندے کو قائم کیا گیا ہے" کسی نے پوچھا یہ حق کی صفت ہے یا بندے کی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی حقیقت حق کی صفت ہے اور اس کی ظاہری رسم و حالت بندے کی صفت ہے"۔[۲۷]

۱۰۔۔۔ حضرت عمرو بن عثمان مکی (م ۲۹۷ھ) سے روایت ہے۔

"تصوف اس کا نام ہے کہ بندہ ہر وقت اس شے میں مشغول رہے جو اس وقت اول اور افضل ہے"۔[۲۸]

۱۱۔۔۔ حضرت سمنون محب (م ۲۹۷ھ) کہتے ہیں۔

"تصوف یہ ہے کہ کوئی چیز تیری ملک نہ ہو اور نہ ہی تو کسی کی ملک ہو"۔[۲۹]

۱۲۔۔۔ حضرت ممشاد علو دینوری (م ۲۹۹ھ) سے مروی ہے۔

"تصوف سے مراد صفائی اسرار اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر عمل کرنا اور بیکار چیزوں سے دستبردار ہو جانا ہے"۔[۳۰]

۱۳۔۔۔ حضرت ابو محمد رویمؒ سے مروی ہے۔ (م ۳۰۳ھ)

(الف) "افعال حسنہ پر ثابت قدمی تصوف ہے"۔[۳۱]

(ب) "تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے۔ اول تمسک بالفقر اور محتاجی، دوم صاحب بذل و ایثار ہونا۔ تعرض اور اختیار کا چھوڑنا"۔[۳۲]

(ج) "تصوف نفس کا اللہ کے ساتھ اس کی مرضی پر چھوڑ دینا ہے"۔[۳۳]

۱۴۔۔۔ حضرت ابن الجلا دمشقی (م ۳۰۶ھ) سے روایت ہے۔

"تصوف سراپا حقیقت ہے جس میں رسم و مجاز کا دخل نہیں ہے"۔[۳۴]

۱۵۔۔۔ حضرت ابو محمد جریری (م ۳۳۱ھ) کا کہنا ہے۔

"ہر ایک اعلیٰ خلق میں در آنا اور ہر ایک ادنیٰ خلق سے نکلنا تصوف ہے"۔[۳۵]

(الف) "صوفی وہ ہے کہ صوف صفا پہنے یعنی ان کو صفائی باطن پر پہنے اور دنیا کو ترک کرے اور نفس پر جفا کرے"۔[۴۷]

(ب) "تقدیر پر صبر کرنا اور مصائب اٹھانا تصوف ہے"۔[۴۸]

۲۵ — حضرت حصری کہتے ہیں۔ (م ۳۷۱ھ)

(الف) "دل کو مخالف کی کدورت سے پاک وصاف رکھنے کا نام تصوف ہے"۔[۴۹]

(ب) "صوفی وہ جو معدوم ہونے کے بعد ہستی کی تمنا نہیں کرتا اور موجود ہونے کے بعد معدوم ہونے کی خواہش نہیں کرتا"۔[۵۰]

۲۶ — حضرت شیخ ابو سعید بن ابو الخیر (م ۴۴۰ھ) کہتے ہیں۔

(الف) "تصوف یہ ہے کہ جو کچھ راز میں ہے اس کو راز رکھے اور جو کچھ ہاتھ میں ہے وہ بخشش کر اور جو کچھ تیرے اوپر آئے اس کو خوشی برداشت کرے"۔[۵۱]

(ب) "تصوف دل کا حق تعالیٰ کے ساتھ بلا واسطہ قائم ہونا ہے"۔[۵۲]

۲۷ — حضرت شیخ ابو الحسن علی ہجویری (م ۴۶۵ھ) سے مروی ہے۔

(الف) "صفا ولایت کی منزل ہے اور اس کی نشانیاں ہیں اور تصوف صفا کی ایسی حکایت و تعبیر ہے جس میں شکوہ و شکایت نہ ہو"۔[۵۳]

(ب) "صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے اور خواہشات نفسانیہ کو مار کر حقیقت سے پیوست ہو جائے"۔[۵۴]

(ج) "صوفی وہ ہے جو بشری کدورتوں سے گذر جائے"۔[۵۵]

(د) "صوفی کے معنی کے لئے عبارت و اشارہ کی ممانعت ہے"۔[۵۶]

۲۸ — ایک صوفی کہتے ہیں۔

"جس کی محبت پاک وصاف ہے وہ صوفی ہے اور جو دوست میں مستغرق ہو کر اس کے غیر سے بری ہو وہ صوفی ہے"۔[۵۷]

۲۹ — حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) سے مروی ہے۔

(الف) "صوفی وہ ہے جس کا باطن اور ظاہر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی متابعت

۱۶۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن محمد فضل (م ۳۱۹ھ) کی رائے ہیں۔

"صوفی وہ ہے جو بلا سے پاک اور عطا سے الگ رہے"۔[36]

۱۷۔ حضرت شیخ ابو عمرو دمشقی (م ۳۲۰ھ) سے مروی ہے۔

(الف) "تصوف یہ ہے کہ خدا کے ماسوا میں نقصان دکھائی دے بلکہ ماسوا اللہ سے آنکھیں بند رکھے"۔[37]

(ب) "جہان کو نقص و عیب کی آنکھ سے دیکھنے کا نام تصوف نہیں بلکہ دنیا سے منہ پھیر لینے کا نام تصوف ہے"۔[38]

۱۸۔ حضرت شیخ ابو بکر کتانی (م ۳۲۲ھ) سے روایت ہے۔

"تصوف بہتر اخلاق کا نام ہے جس کا اخلاق اچھا ہے اس کا تصوف ہے"۔[39]

۱۹۔ حضرت ابو محمد مرتعش (م ۳۲۸ھ) سے مروی ہے۔

(الف) "صوفی وہ ہے کہ اس کا باطن اس کے قدم کے ساتھ برابر ہو"۔[40]

(ب) "حسن خلق کو تصوف کہتے ہیں"۔[41]

۲۰۔ حضرت ابو بکر شبلی (م ۳۳۴ھ) کہتے ہیں۔

(الف) "صوفی وہ ہے جو دونوں جہان میں بجز ذات الٰہی کے کچھ نہ دیکھے"۔[42]

(ب) "تصوف میں شرک ہے اس لئے کہ دل کو غیر کی رویت سے بچانا ہے حالانکہ غیر کا وجود ہی نہیں ہے"۔[43]

۲۱۔ حضرت شیخ ابو الحسن توشنجی (م ۳۵۰ھ) کہتے ہیں۔

"عمل پر ہمیشگی کرنا تصوف ہے"۔[44]

۲۲۔ حضرت شیخ بندار ابن حسین بن مہلت شیرازی (م ۳۵۳ھ) کہتے ہیں۔

"تصوف ایفائے عہد کو کہتے ہیں"۔[45]

۲۳۔ حضرت علی بن بندار الصیرفی سے مروی ہے (م ۳۵۹ھ)

"تصوف یہ ہے کہ (صوفی) اپنے ظاہر اور باطن میں حق کی خاطر خود کو نہ دیکھے"۔[46]

۲۴۔ حضرت عبید اللہ خفیف (م ۳۷۱ھ) کہتے ہیں۔

کی وجہ سے صاف ہو جائے"۔ ۵۸ء

(ب) "صوفی وہ ہے جو اپنی ہستی سے صاف ہو گیا ہو"۔ ۵۹ء

۳۰۔ حضرت شیخ ابو حفص عمر بن محمد سہروردی (م ۶۳۸ھ) سے روایت ہے۔

"تصوف ایک ایسا اسم ہے جس میں فقر اور زہد کے معانی شامل ہیں"۔ ۶۰ء

۳۱۔ بعض صوفیاء نے کہا۔

(الف) "صوفی وہ ہے کہ اس کے سامنے جب اچھے دو حال پیش آئیں یا وہ اچھے دو خلق ہوں تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہو۔ ۶۱ء

(ب) "تصوف کا اول علم ہے اور اوسط اس کا عمل ہے اور اس کا آخر عطا من اللہ تعالیٰ ہے"۔ ۶۲ء

۳۲۔ حضرت محمد بن احمد المقری (م ۶۵۸ھ) کہتے ہیں۔

"حق تعالیٰ کے ساتھ احوال کی استقامت کا نام تصوف ہے"۔ ۶۳ء

۳۳۔ فریدالدین مسعود گنج شکر باباسے روایت ہے۔ (م ۶۶۴ھ)

(الف) "صوفی وہ ہے جس کے دل میں اتنی صفائی ہو کہ اس کے صفائے قلب کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے"۔ ۶۴ء

(ب) "تصوف دل کی صفائے دوستی کا نام ہے"۔ ۶۵ء

(ج) "اہل تصوف وہ ہیں جو ہر وقت خاموش اور عالم تحیر میں مستغرق رہتے ہوں"۔ ۶۶ء

(د) "اہل تصوف ایک ایسی قوم ہیں کہ جب وہ خدا سے پیوستہ ہو جاتے ہیں تو پھر ان کو خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی خبر نہیں ہوتی"۔ ۶۷ء

(ہ) "تصوف کا کمال یہ ہے کہ اصحاب تصوف ہر روز پانچوں وقت نماز میں اپنے کو عرش پر دیکھیں"۔ ۶۸ء

۳۴۔ حضرت امیر خسرو (م ۷۲۵ھ) کہتے ہیں۔

"تصوف اپنی خودی کو خدا کے سامنے جھکا دینے کا نام ہے"۔ ۶۹ء

۳۵ــــ حضرت شیخ میاں میر (م ۱۰۴۵ھ) سے مروی ہے۔

"صوفی وہ ہے جس کا وجود فنا ہو جائے"۔ ۴۰

۳۶ــــ حضرت ابو علی قزمیسنی کہتے ہیں۔

"پسندیدہ اخلاق کا نام تصوف ہے"۔ ۴۱

اگرچہ یہ تعریفات بہت مجمل ہیں لیکن ان کے مطالعے سے تصوف کے جو خصائص سامنے آتے ہیں وہ نہ صرف وجدانی ہیں، نہ وہ کوئی صرف فلسفہ ہے، نہ وہ ترک دنیا کی تعلیم ہے، نہ دنیا میں محض تعلق بالحق کی تلقین ہے بلکہ انسان کے وجدان سے عقائد و اعمال تک اور تعلق باللہ سے تعلق بالحق تک سلامت روی کی تلقین و تعلیم اور دنیا میں حق شناسی سے لے کر احساس فرض تک اپنے فرائض اور واجبات تک ادائیگی اور دنیا سے اپنا جائز حق اور حصہ قبول کر لینے نہ کہ ترک کر دینے کا نام تصوف ہے۔

اگر اس کے خصائص کو مختلف عنوانات کے تحت تالیف کی جائے تو ان کی ترتیب اس طرح ہوگی۔

۱ــــ توحید۔ اتباع حق، رضا جوئی الٰہی وغیرہ۔

۲ــــ رسالت۔ اتباع رسالت پناہی، اعمال حق، اسلام کی کامل درجہ کی پیروی۔

۳ــــ تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفس۔ تمام اچھے افکار و عقائد اور نیک اعمال۔

۴ــــ تلاش حق و حسن۔ اپنے گرد پھیلی ہوئی دنیا میں حق کی جستجو اور اس پر عمل واستقامت اعمال زندگی میں حسن کی تلاش اور اس کا اختیار۔

۵ــــ محاسن سیرت۔ (الف) صبر استقامت، ایثار، اخلاص، بے نفسی، اعتدال، میانہ روی وغیرہ۔

(ب) ترک رذائل۔ محاسن کے اضداد کا ترک۔

۶ــــ ترک دنیا (رہبانیت)

۷ــــ احساس فرض۔ فرض کی ادائیگی، خودی کا احساس، خود شناسی۔

۸ــــ فکر و عمل کا امتزاج۔

ان خصائص سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ صوفیائے اسلام کے سامنے تصوف کے افکار و تعلیمات کا جو مقصد ہے وہ ایک مرد مومن و مسلم ہے جو اپنے تمام افکار و عقائد، اپنی سیرت و اعمال۔ اپنی زندگی کے تمام آداب و رسوم اور زندگی کے ہر پہلو سے ایک کامل مسلمان نظر آئے۔

تصوف کا نقطہ آغاز دراصل حدیث جبرائیل ہے جو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے۔

حضرت جبرائیل بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے سوالات دریافت کئے - ان میں سے ایک سوال یہ تھا:" اخبرنی عن الاحسان" اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک"۔ [۲۲]

گویا تصوف نام ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی بندگی حضور قلب سے کرنے کا اور اس کے احکام کو پورے خشوع و خضوع سے بجا لانے کا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا منشائے تصوف بھی یہی ہے - وہ فرماتے ہیں۔

"صوفی وہ ہے جس کا باطن اور ظاہر کتاب اور سنت رسول اللہ کی متابعت کی وجہ سے صاف ہو جائے"۔ [۲۳]

زہاد ہوں یا عباد، صوفی ہوں یا درویش، فقیہ ہوں یا محدث جب تک کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی نہ کریں کسی مرتبے تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانی کہتے ہیں -

اولیاء اللہ خواہ وہ غوث ہوں یا امامان، اوتاد ہوں یا ابدال، اخیار ہوں یا ابرار، نقباء ہوں یا نجباء، مکتومان ہوں یا مفردات، وہ اس وقت تک فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے درجے تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک کہ وہ ظاہراً، باطناً، قولاً و عملاً حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع نہ ہوں"

اس کے بعد مزید فرماتے ہیں۔

"جس کسی نے بھی اس جماعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش کے

خلاف اور غیر متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ مقصود کو نہیں پہنچا"۔ ۱۲۳ے

اگر کوئی شخص جو ظاہرًا زہد و اتقا کے کتنے ہی بلند مرتبے تک پہنچ جائے اگر وہ بھی کوئی عمل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرے تو اس کے اس عمل کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ اس کی پیروی کرنا چاہیئے۔ مولانا کرامت علی جونپوری کہتے ہیں۔

"اگر کوئی عالم کسی درویش یا مجذوب کا خلاف شرع کام دیکھ کر اس سے انکار کرے اور اس بے شرع شخص کی بات جو خلاف شرع ہے اس کو نہ مانے تو اس کو کچھ ڈر نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مددگار ہوتے ہیں"۔ ۱۲۴ے

حضرت ابوسعید خراز فرماتے ہیں۔" وہ باطن جو ظاہر کے خلاف ہو۔ مردود ہے"۔ ۱۲۵ے حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں۔" ہمارا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گھٹا ہوا ہے"۔ ۱۲۶ے

حضرت بایزید بسطامی کی ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک دن انہوں نے ایک شخص کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جو زہد و ورع میں بہت مشہور تھا۔ جب وہ شخص گھر سے نکلا تو اس نے قبلہ کی رخ کی طرف تھوکا۔ یہ دیکھ کر حضرت بایزید بسطامی واپس لوٹ آئے اور اس زاہد سے ملاقات نہیں کی اور اپنے ساتھیوں سے کہا جب اس شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کے پابند ہونے کا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تو اس کے اس دعوی کا کیسے اعتبار کیا جاسکتا ہے کہ وہ اولیاء اور صدیقین کے مقامات تک پہنچ گیا ہے۔ ۱۲۷ے

حضرت ابوبکر شبلی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر پابند تھے۔ اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔

"نزاع کے وقت جب آپ (حضرت شبلی) کی زبان بند ہوگئی اور پیشانی پر پسینہ بہنے لگا تو انہوں نے خادم کو اشارے سے وضو کرانے کے لئے کہا خادم نے وضو کرایا لیکن ڈاڑھی میں خلال کرانا بھول گیا۔ آپ نے اسی وقت خادم کا ہاتھ پکڑ کر ڈاڑھی میں خلال کرایا"۔ ۱۲۸ے

حضرت سہیل بن عبداللہ فرماتے ہیں۔

" ہر وہ جذبہ اور وجدانی کیفیت جس کی شہادت کتاب وسنت سے نہ ملے باطل ہے"۔ ۸۰ھ

حضرت ابو حفص عمر بن محمد سہروردی قول فیصل فرماتے ہیں۔

" لہذا صوفیائے کرام کا طریقہ اور ان کا حال یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور کوئی اس کے کسی اور حال کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہے"۔ ۸۱ھ

غلط فہمی اس وجہ سے ہوئی کہ بعض حضرات نے یہ سمجھا کہ طریقت، شریعت سے جدا ہے اور صاحب طریقت لوگوں پر شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ خوشحال خان خٹک اپنے اشعار میں کہتے ہیں۔

" شریعت درخت کی جڑ ہے اور طریقت اس کی شاخیں، حقیقت اس درخت کے پتے ہیں اور معرفت اس کے پھول ہیں"۔ ۸۲ھ

ان اشعار میں خوشحال خان خٹک نے اسی غلط عقیدے کو ختم کیا ہے۔ اخوند درویزہ اپنے ہمعصر بایزید انصاری کو ملحد سمجھتے تھے۔ ملحد سمجھنے کی وجہ یہ تھی۔ "بایزید کہتا ہے کہ شریعت طریقت سے جدا ہے"۸۳ھ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۸۴ھ یعنی جس کام کے کرنے کا رسول حکم دیں اس کی تعمیل کرو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

" ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما، کتاب الله وسنه رسوله"۔ ۸۵ھ

ان تمام دلائل کی روشنی میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی فرمودہ تعریف میں اگر تھوڑی سی ترمیم کر دی جائے تو اس سے بہتر اور کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔

" صوفی وہ ہے ظاہراً اور باطناً کتاب اللہ کی متابعت کی وجہ سے درجہ احسان تک پہنچ جائے"۔

حواشی

۱۔ UNDERHILL. ELEYN. MYSTICISM, London, Methuen and Co., 1952 P. 82

۲۔ NICKOLSON, R. A. THE MYSTICS OF ISLAM. London, Routledge and K. Paul NOL 1963 P-13

۳۔ اردو اقبال نمبر ۱۹۳۸ء ص ۸۳۔

۴۔ روم، مولانا جلال الدین۔ مثنوی، دفتر سوم ص ۱۵۷

۵۔ والنتین ژوکوفسکی (مرتب) کشف المحجوب از ہجویری، ابی الحسن علی بن عثمان لینن گراڈ، مطبوعہ دار العلوم اتحاد جماہیر شوروی سوسیالیستی ۱۳۴۴ھ ص ۴۴

۶۔ سہروردی، عمر بن شہاب الدین، عوارف المعارف (اردو ترجمہ از حافظ رشید احمد) لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز، اول ۱۹۶۲ء ص ۸۹۔

۷۔ کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۷

۸۔ عطار، فرید الدین ابو حامد محمد ابی بکر ابراہیم، تذکرۃ الاولیاء لاہور، مطبع محمدی ۱۳۶۶ھ ص ۳۲۳

۹۔ کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۱

۱۰۔ عوارف المعارف محولہ بالا ص ۹۳

۱۱۔ کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۷

۱۲۔ " " ص ۴۱

۱۳۔ دارشکوہ، شہزادہ، سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ از پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی) لاہور، پیکجز لیمیٹڈ ص ۱۷۵

۱۴۔ تذکرۃ الاولیاء محولہ بالا ص ۲۶۸

۱۵۔ کشف المحجوب محولا بالا ص ۴۸

۱۶۔ " " ص ۴۲

۱۷۔ " " "

۱۸ے الکلاباذی، ابوبکر بن ابو اسحاق، التعریف لمذہب اہل التصوف (اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن) لاہور المعارف گنج بخش روڈ، اول ۱۳۹۱ھ ص۴۴

۱۹ے تذکرۃ الاولیاء محولہ بالا ص۲۷۴

۲۰ے " " "

۲۱ے " " "

۲۲ے ابن الجوزی، عبدالرحمٰن، تلبیس ابلیس (اردو ترجمہ از ابو محمد عبدالحق) کراچی نور محمد کارخانہ تجارت ص۲۲۷۔

۲۳ے ابن الجوزی، عبدالرحمن، تلبیس ابلیس (اردو ترجمہ از ابو محمد عبدالحق) کراچی نور محمد کارخانہ تجارت ص۲۲۷۔

۲۴ے عوارف المعارف محولہ بالا ص۸۹۔

۲۵ے کشف المحجوب محولہ بالا ص۴۰

۲۶ے عوارف المعارف محولہ بالا ص۹۳۔

۲۷ے کشف المحجوب محولہ بالا ص۱۴

۲۸ے تذکرۃ الاولیاء محولہ بالا ص۲۹۱

۲۹ے عوارف المعارف محولہ بالا ص۹۴

۳۰ے حضرت الہدایہ ابن شیخ عبدالرحیم، سیر الاقطاب (اردو ترجمہ موسومہ تذکرہ خواجگان چشت از محمد معین الدین دردائی) کراچی اکیڈمی جون ۱۹۷۲ء ص۸۱۔

۳۱ے تذکرۃ الاولیاء محولہ بالا ص۲۸۰

۳۲ے عوارف المعارف محولہ بالا ص۸۹۔

۳۳ے ابی نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی، کتاب اللمع فی التصوف، لیڈن۔ مطبع بریل ۱۹۱۴ء ص۲۵

۳۴ے کشف المحجوب محولہ بالا ص۴۳۔

۳۵ے قشیری، ابی القاسم عبدالکریم، الرسالۃ القشیریہ، مصر دار التالیف، اول ۱۳۸۵ھ ص۲۸۴۔

۳۶ے تذکرۃ الاولیاء محولہ بالا ص۲۹۳

۳۷ء داراشکوہ شہزادہ، سفینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ از محمد علی لطفی) کراچی نفیس اکیڈمی، دوم مئی ۱۹۶۱ء ص ۱۸۷۔
۳۸ء کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۳
۳۹ء سفینۃ الاولیا محولہ بالا ص ۱۸۸
۴۰ء کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۴
۴۱ء تذکرہ الاؤلیاء محولہ بالا ص ۲۹۲
۴۲ء کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۴
۴۳ء " " ص ۴۳
۴۴ء تذکرہ الاولیاء محولہ بالا ص ۲۹۴
۴۵ء سفینۃ الاولیاء محولہ بالا ص ۱۹۶
۴۶ء کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۶
۴۷ء تذکرہ الاولیاء محولہ بالا ص ۲۹۴
۴۸ء " " "
۴۹ء کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۳
۵۰ء " " ص ۴۰
۵۱ء سفینۃ الاولیاء محولہ بالا ص ۲۰۸
۵۲ء کشف المحجوب محولہ بالا ص ۲۰
۵۳ء " " ص ۴۰
۵۴ء " " "
۵۵ء " " ص ۳۷
۵۶ء " " ص ۳۹
۵۷ء " " "
۵۸ء جیلانی، شیخ عبدالقادر، الفتح الربانی (اردو ترجمہ از ثناءاللہ ندوی) لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز

اول، ۱۹۶۲ء، ص ۳۲۱

۵۹ جیلانی، شیخ عبدالقادر، الفتح الربانی (اردو ترجمہ از ثناء اللہ ندوی) لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز

اول، ۱۹۶۲ء ص ۳۲۱

۶۰ عوارف المعارف محولہ بالا ص ۹۱

۶۱ " " ص ۹۴

۶۲ " " ص ۹۵

۶۳ کشف المحجوب محولہ بالا ص ۳۹

۶۴ صباح الدین ایم عبدالرحمن، بزم صوفیہ۔ ص ۱۴۸

۶۵ " " " "

۶۶ " " " "

۶۷ " " " "

۶۸ " " " "

۶۹ نورجوی، نقی محمد خان، خان بہادر، حیات حضرت امیر خسرو کراچی ٹائمز پریس ص ۶۶۔

۷۰ سفینۃ الاولیاء محولہ بالا ص ۱۰۲

۷۱ کشف المحجوب محولہ بالا ص ۴۸

۷۲ بخاری، ابن عبداللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری۔ الجزالاول، مصر، ادارہ الطباعہ

المنیریہ ص ۳۴

۷۳ الفتح الربانی محولہ بالا ص ۳۲۱

۷۴ قدوسی، اعجاز الحق۔ تذکرہ صوفیائے بنگال، مرکزی اردو بورڈ اول ۱۹۶۵ء ص ۳۰۔

۷۵ " " " سرحد، کراچی، مرکزی اردو بورڈ، اول،

۱۹۶۶ء ص ۳۳۶

۷۶ عوارف المعارف ص ۸۷

۷۷ " ص ۸۸

۷۸ عوارف المعارف محولہ بالا ص ۸۸

۷۹ " " "

۸۰ " " "

۸۱ " " "

۸۲ تذکرہ صوفیائے سرحد محولہ بالا ص ۲۵۹

۸۳ " " " ص ۲۵۰

۸۴ قرآن مجید سورہ حشر آیت ۷

۸۵ مشکوٰۃ المصابیح، کراچی نور محمد کارخانہ تجارت کتب، ۱۳۶۸ھ ص ۳۱